فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ اگر فلاں شخص پر ظلم کروں، تو کافر ہو جاؤں، پھر اس شخص پر ظلم کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں قسم توڑنے پر کافر ہو جائے گا۔

❀ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ .

''جس نے دین اسلام کی بجائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائی، تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے کہا۔ (یعنی یوں کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں، تو میں یہودی ہو جاؤں وغیرہ تو وہ یہودی ہو جائے گا)۔''

(صحيح البخاري : 6047، صحيح مسلم : 110)

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ گھر نہیں آئے گا، پھر گھر میں سامان بھیجا، تو کیا قسم میں حانث (قسم توڑنے والا) ہوا؟

جواب: سامان بھیجنے سے حانث نہیں ہوا۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ فلاں کام کروں، تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں، پھر اس نے وہ کام کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس شخص نے وہ کام کر لیا، تو وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اللہ اور

اس کے رسول کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

(سوال): ناجائز کام پر قسم اٹھانا کیسا ہے اور اسے پورا کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ناجائز کام پر قسم اٹھانا بھی ناجائز ہے، البتہ اگر قسم اٹھالی ہے، تو اسے توڑنا واجب ہے، توڑنے کی صورت میں کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ .

''جب آپ کوئی کام کرنے کی قسم کھائیں، پھر (کوئی) دوسرا کام اس سے بہتر دیکھیں، تو بہتر کام کر لیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔''

(صحيح البخاري : 6722، صحيح مسلم : 1652)

جب ایک جائز کام کی قسم اٹھائی ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ بہتر کام دوسرا ہے، تو قسم توڑ کر دوسرا کام کرنا چاہیے، تو جو قسم اٹھائی ہی ناجائز کام پر گئی ہو، اسے بدلنا نہ صرف درست ہے، بلکہ واجب بھی ہے۔

(سوال): جس شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ جانور کا دودھ نہیں پیئے گا، پھر اس نے گھی کھا لیا، تو کیا حانث ہوا یا نہیں؟

(جواب): اس صورت میں وہ حانث نہیں ہوا، کفارہ صرف دودھ پینے سے لازم ہوگا، نہ کہ دودھ کی بنی ہر چیز سے۔

(سوال): مزارات کی زیارت اور مراقبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): قبروں کی تعظیم میں غلو بہت سے اعتقادی اور اخلاقی فتنے جنم دے چکا ہے۔

قبروں اور مزارات پر مشرکانہ عقائد و اعمال اور کافرانہ رسوم و رواج اس قدر رواج پا رہی ہیں کہ بعض لوگوں نے اولیا و صالحین کی قبریں سجدہ گاہ بنالی ہیں۔

لوگ طلبِ حاجات کے لیے ان پر مراقبہ اور مجاہدہ کرتے نظر آتے ہیں، مشکلات میں ان کی پکار کرتے ہیں اور ان سے فریادیں کرتے ہیں، ان سے ڈرتے ہیں اور انہی سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ ان پر چڑھاوے دیتے ہیں، منت اور نذرانے پیش کرتے ہیں۔ وہاں موجود مجاور زائرین کو صاحبِ قبر کے متعلق جھوٹی حکایات اور کرامات سناتے ہیں۔

اور لوگ جہالت کے باعث ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور اپنا ایمان برباد کر بیٹھتے ہیں، شیطان نے قبر پرستی اور اولیا پرستی کے حوالے سے وہ تمام وسائل و ذرائع مہیا کر رکھے ہیں، جن کی بنیاد پر شرک و بدعت کی گاڑی چلتی ہے اور ایمان کے سودے ہوتے ہیں۔

قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا بھی انہی وسائل میں سے ہے۔ یہ منکر اور بدعت ہے۔ مشرکین اپنے بتوں کی دیکھ بھال اور نگرانی اسی طرح کرتے تھے، جیسا کہ

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ❊ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ﴾ (الشّعراء: ٧٠-٧١)

''ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ کیا ہیں؟، کہنے لگے: ہم بتوں کے پجاری اور ان کے مجاور ہیں۔''

❀ نیز فرمایا:

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ﴾ (الأنبياء: ٥٢)

''ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: کیا ہیں یہ مورتیاں، جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو؟''

❀ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُونَ عَلٰى أَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾(الأعراف : ١٣٨)

''ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار اتارا، تو ایک بتوں کی مجاور قوم پر جا اترے، بنی اسرائیل کہنے لگے: موسیٰ! ان کی طرح ہمیں بھی کوئی معبود بنا دیں، موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: آپ بہت بڑے جاہل ہو!''

اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث ملاحظہ ہو:

❀ سنان بن ابی سنان دوئلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے صحابی رسول سیدنا ابو واقد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا، تو آپ ہمیں اپنے ساتھ قبیلہ ہوازن کی طرف لے گئے۔ ہم کفار کی ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے، جس کے پاس وہ مجاوری کرتے تھے اور اسے ''ذاتِ انواط'' کا نام دیتے تھے۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! جس طرح کفار کی ذاتِ انواط ہے، اسی طرح ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط مقرر کر دیجیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ سابقہ اُمتوں کے طریقے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی معبود بنا دیں، جیسے کفار کے معبود ہیں اور اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا:

آپ لاعلم لوگ ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر ضرور چلیں گے۔''

(صحیح ابن حبان : 6702، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

''اس تفسیر کے ساتھ فرقوں والی حدیث ان بدعات پر صادق آتی ہے جن کا ارتکاب یہود ونصاریٰ پہلے سے کرتے آرہے ہیں، نیز معلوم ہوا کہ یہ اُمت بھی اللہ کے دین میں ایسی بدعات کا ارتکاب کرے گی بلکہ ایک زائد ایسی بدعات میں بھی مبتلا ہوگی، جن کا ارتکاب یہود ونصاریٰ نے نہیں کیا۔''

(الاعتصام : 245/2)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ الْعُكُوفُ عِنْدَ الْقَبْرِ، وَالْمُجَاوَرَةُ عِنْدَهٗ، وَسَدَانَتُهٗ، وَتَعْلِيقُ السُّتُورِ عَلَيْهِ، كَأَنَّهٗ بَيْتُ اللّٰهِ الْكَعْبَةُ .

''قبر پر اعتکاف، اس کی مجاوری، اس کی خدمت، اس پر خانہ کعبہ بیت اللہ کی طرح چادریں چڑھانا، سب حرام ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 267)

۞ نیز فرماتے ہیں:

''کسی شجر وحجر یا مورتی وغیرہ کے پاس اعتکاف کرنا اور کسی نبی یا غیر نبی کی قبر یا نبی یا غیر نبی کے مقام پر مجاور بن کر بیٹھنا، ان کاموں کا مسلمانوں کے دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ مشرکین کے دین سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 365)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

''قبر پرستی کی خرابیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کی ایسی تعظیم کی جاتی ہے جو انسان کو شرک و بدعت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اسی طرح انہیں میلہ گاہ بنانا، ان کی طرف سفر کرنا، قبروں کے پاس وہ کام بھی کیے جاتے ہیں جو بت پرستی سے مشابہ ہیں، مثلاً ان پر اعتکاف کرنا، ان کے پاس مجاور بن کر بیٹھنا، ان پر پردے لٹکانا، ان کی خدمت کے لیے وقف ہونا وغیرہ۔ قبر پرست قبروں کی مجاوری کو بیت اللہ کی مجاوری پر ترجیح دیتے ہیں اور ان کا یہ نظریہ ہے کہ قبروں کی خدمت بیت اللہ کی خدمت سے افضل ہے۔''

(إغاثة اللّهفان :1/197)

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ مزار پر ایک ماہ مجاوری کرے گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں کی مجاوری ناجائز اور حرام کام ہے۔ یہ قبروں کی غیر مشروع تعظیم ہے، جو کسی صورت جائز نہیں۔ جس نے مجاوری کی قسم اٹھائی، اس پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے، ورنہ سخت گناہ گار ہوگا، البتہ قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

سوال: قاضی نے فیصلہ کیا کہ مدعا علیہ فلاں فقیر کی قبر پر جا کر حلف دے، تو وہ بری ہوسکتا ہے، مگر مدعا علیہ قبر پر جانے سے انکار کرتا ہے، البتہ حلف دینے کے لیے تیار ہے، تو کیا قبر پر جانے کا انکار حلف سے انکار ہے؟

جواب: حلف اٹھانے کے لیے کسی بزرگ کی قبر پر جانا اس قبر کی غیر شرعی تعظیم ہے، اگر مدعا علیہ اس بات کا انکار کرتا ہے، تو اس کا یہ اقدام مستحسن ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا

لے اور فقیر کے مزار یا قبر پر نہ جائے، کہ ایسا کرنا جائز نہیں، نیز وہ حلف سے انکاری نہیں۔

(سوال): حلف کے وقت قرآن کریم اٹھانا کیسا ہے؟

(جواب): حلف اٹھاتے وقت مصحف قرآنی کو ہاتھ میں اٹھانا جائز ہے۔

(سوال): اگر قسم اس وجہ سے توڑی جائے کہ جس کام پر قسم اٹھائی تھی، وہ ناجائز تھا، تو کیا اس پر کفارہ لازم ہوگا؟

(جواب): قسم جس وجہ سے بھی توڑی جائے، اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔

❀ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَحْلِفُ عَلٰی یَمِینٍ، فَأَرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَیْتُ الَّذِي هُوَ خَیْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا.

''میں کسی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعد ازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 3133، صحيح مسلم : 1649)

(سوال): ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں چیز کا عمر بھر استعمال نہیں کرے گا، پھر اس نے استعمال کر لیا اور کفارہ ادا کر دیا، کیا اب دوبارہ وہ اس چیز کو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں اور کیا استعمال کی صورت میں دوبارہ کفارہ لازم ہوگا؟

(جواب): پہلی بار جب قسم توڑی، تو کفارہ لازم تھا، جو اس نے ادا کر دیا، اب اس پر قسم ختم ہو چکی ہے، وہ اگر اس چیز کو دوبارہ استعمال کرتا ہے، تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

(سوال): ایک شخص نے قسم کھا کر معاہدہ کیا اور کہا کہ ہم میں سے جو بھی اس معاہدے کو توڑے گا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہوگا، پھر ایک شخص نے معاہدہ توڑ

دیا،تو کیا حکم ہے؟

(جواب): معاہدہ مشروع اور جائز اُمور پر ہو،تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، ورنہ سخت گناہ گار رہوگا، البتہ یہ ایسی قسم نہیں، جس پر کفارہ لازم ہو۔

(سوال): نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا منکر کیسا ہے؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ شفاعت برحق ہے، قرآن مجید نے کئی شفاعتوں کا اثبات کیا ہے، اس بارے میں احادیث متواترہ بیان ہوئیں ہیں۔ خارجی، معتزلہ، مرجئہ اور شیعہ روزِ محشر شفاعت کے منکر ہیں۔ خوارج کہتے ہیں کہ کبیر گناہوں کا مرتکب ابدی جہنمی ہے، شفاعت سے اسے خلاصی نہیں مل سکتی۔ یادرہے کہ جو شفاعت کا منکر ہے، وہ گمراہ اور ظالم ہے، نصوصِ شرعیہ اور اجماع امت کا سخت مخالف ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اول شافع (سب سے پہلے شفاعت کرنے والے) اور اول مشفع (جن کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی) ہیں۔ آپ ﷺ کے متعلق کئی طرح کی شفاعت ہوگی، مثلاً شفاعت کبریٰ: یہ وہ مقام محمود ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرما رکھا ہے، کہ جب لوگ قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، محشر برپا ہوجائے گا، لوگ حساب وکتاب کے لیے بے تاب ہوں گے، اس شدت کے عالم میں لوگ انبیا کے پاس شفاعت کی غرض سے جائیں گے، وہ معذرت کرلیں گے، بالآخر خاتم الانبیا محمد مصطفی ﷺ کے پاس جائیں گے۔ آپ ﷺ دربارِ الٰہی میں سر بسجود ہو جائیں گے اور اللہ رب العزت کی تحمید وستائش بیان کریں گے، آپ کا شفاعت کا اذن عطا ہوجائے گا، آپ کی شفاعت سے لوگوں کو غم وکرب اور مصیبت وتکلیف سے نجات مل جائے گی۔ یہ شفاعت نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

❁ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت امت کے اہل کبائر کی کے لیے ہے، نیز اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کے ایک گروہ کو جہنم سے نکلوائیں گے، جو (جل کر) کوئلہ ہو چکے ہوں گے، انہیں نہرِ حیات میں ڈالا جائے گا، تو ایسے اُگیں گے، جیسے سیلاب کے کنارے دانا اُگ آتا ہے۔''

(رسالة إلى أهل الثغر، ص 97)

۞ امام ابوبکر محمد بن الحسین الاجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

''شفاعت پر ایمان کے وجوب کا بیان: اللہ آپ پر رحم کرے! جان لیجئے کہ شفاعت کا منکر یہ خیال کرتا ہے کہ جو ایک بار جہنم میں داخل ہو گیا، وہ باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ معتزلہ کا مذہب ہے، جو شفاعت اور اس جیسے کئی بنیادی امور کا انکار کرتے ہیں، جن کی اصل کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، طریقۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام اور فقہائے کرام کے اقوال میں موجود ہے۔ معتزلہ ان سب کی مخالفت کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنن اور صحابہ کرام کی سنت کی طرف توجہ نہیں دیتے، بلکہ متشابہ آیات اور اپنی عقل کے ذریعے معارضہ کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے، بلکہ یہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے، جو راہِ حق سے بیگانہ ہو چکے ہیں اور شیطان کا کھلونا بن چکے ہیں۔ ایسوں سے ہمیں اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ اور قدیم و جدید ائمہ نے خبردار کیا ہے۔''

(كتاب الشّريعة: 1198/3)

۞ امام ابوزرعہ رازی (۲۶۴ھ) اور امام ابوحاتم رازی رحمہما اللہ (۲۷۷ھ) نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ یوں بیان کیا ہے:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ حِجَازًا وَّعِرَاقًا وَّشَامًّا وَّيَمْنًا فَكَانَ مِنْ مَذْهَبِهِمْ : ...... وَالشَّفَاعَةُ حَقٌّ .

''ہم نے حجاز، عراق، شام اور یمن کے تمام علاقے کے اہل علم کو دیکھا، ان کا مذہب تھا کہ......شفاعت برحق ہے۔''

(أصول مذهب أهل السنة)

شفاعت کے حوالے سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، دیکھئے:

(قطف الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة للسّيوطي، ص ، 313، لقط اللآلي المتناثرة للزبيدي، ص 75-78، نظم المتناثر للكتاني، ص 223)

❁ **امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ (۲۸۷ھ) لکھتے ہیں:**

اَلْأَخْبَارُ الَّتِي رَوَيْنَا عَنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الشَّفَاعَةِ، وَتَشْفِيعِهٖ إِيَّاهُ فِيمَا يَشْفَعُ فِيهِ، أَخْبَارٌ ثَابِتَةٌ مُوجِبَةٌ بِعِلْمِ حَقِيقَةِ مَا حَوَتْ عَلٰى مَا اقْتَصَصْنَا، وَالصَّادُّ عَنِ الْأَخْبَارِ الْمُوجِبَةِ لِلْعِلْمِ الْمُتَوَاتِرَةِ كَافِرٌ .

''ہم نے احادیث نبوی بیان کی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو شفاعت کی فضلیت سے بہرہ ور فرمایا ہے، نبی کریم ﷺ کو جس بارے شفاعت کا حق حاصل ہو گا، اس بارے اللہ سے شفاعت کریں گے۔ یہ احادیث ثابت ہیں اور علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔ متواتر اور علم یقینی کا فائدہ دینے والی احادیث کا منکر کافر ہوتی ہے۔''

(كتاب السّنّة : 385/2)

ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا انکار کرنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت کا منکر ہے۔

سوال: باپ کے نام کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: باپ کے نام کی قسم کھانا حرام اور ناجائز ہے۔

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

''نہ اپنے آبا کی قسمیں کھاؤ اور نہ ہی بتوں کی۔''

(صحيح مسلم : 1648)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : وَأَبِي أَبِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، قَالَ : فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهٖ بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا آثِرًا . الْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِئِ .

''نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آبا کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی اپنی طرف سے بات کرتے ہوئے یا کسی اور سے بیان کرتے ہوئے یہ (باپ کی) قسم نہیں کھائی۔''

(صحيح البخاري : 6647، صحيح مسلم : 1646)

(سوال): باپ نے قسم کھائی، تو کیا بیٹے کی خلاف ورزی سے کفارہ لازم ہوگا؟

(جواب): اگر باپ نے قسم اپنے بارے میں اٹھائی ہے، تو کسی دوسرے کی خلاف ورزی سے کفارہ لازم نہ ہوگا۔

(سوال): زید نے قسم اٹھائی کہ اسلم کے ساتھ شراکت داری نہیں کروں گا، پھر زید نے اسلم کے بیٹے سے شراکت داری قائم کرلی، تو کیا زید حانث ہوا؟

(جواب): چونکہ قسم اسلم سے شراکت داری نہ کرنے پر اٹھائی تھی، نہ کہ اس کے بیٹے سے، لہٰذا زید حانث نہ ہوا اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہوا۔

(سوال): جس نے کسی کام پر قسم اٹھائی اور وہ قسم توڑنا چاہتا ہے، تو کیا پہلے کفارہ ادا کرے یا قسم کے مخالف کام کرے؟

(جواب): دونوں طرح ہی درست ہے، خواہ پہلے کفارہ ادا کردے اور بعد میں قسم کے خلاف عمل کرلے، خواہ پہلے قسم کے خلاف عمل کرلے اور بعد میں کفارہ ادا کردے۔

(سوال): ایک شخص نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں، تو اپنی ماں کو دفن کروں، پھر اس نے وہ کام کردیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ قسم نہیں، بلکہ لغو بات ہے، اس کی مخالفت سے کفارہ لازم نہیں آتا، البتہ ایسی باتیں کرنے سے گریزاں رہنا چاہیے۔

(سوال): ایک شخص نے کہا کہ فلاں گناہ کروں، تو مجھے کلام اللہ کی مار پڑے، پھر اس نے وہ گناہ کردیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ قسم نہیں، البتہ ایک طرح کی وعدہ خلافی ہے، جس پر وہ گناہ گار ہوگا۔ اسے توبہ واستغفار کرنی چاہیے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا چاہیے۔

(سوال): کسی کو ملازمت پر رکھتے وقت اس سے حلف لینا کیسا ہے؟

(جواب): کسی سرکاری یا نجی عہدے کے ملازم سے حلف لینا جائز ہے، مگر اس حلف کو توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوتا، البتہ گناہ گار ضرور ہوتا ہے، کیونکہ یہ حلف نامہ ایک طرح کا وعدہ اور معاہدہ ہے اور معاہدہ کی خلاف ورزی گناہ کبیرہ ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾(بني إسرائيل : ٣٤)

''عہد کو پورا کروں کہ عہد کی بابت باز پرس ہوگی۔''

(سوال): قسم کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب): قسم کا کفارہ یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق دس مساکین کو کھانا کھلانا یا دس مساکین کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی بھی طاقت نہیں، تو تین روزے رکھے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ﴾(المائدة : ٨٩)

''قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا، جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا دس مساکین کو کپڑے پہنانا یا ایک گردن آزاد کرنا، جس کے پاس یہ (تینوں چیزیں) نہ ہو، اس کے لیے تین دن کے روزے رکھنا ہے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم حلف اٹھاؤ۔''

(سوال): کیا مال دار قسم کے کفارہ میں تین روزے رکھ سکتا ہے؟

(جواب): قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، ان تینوں چیزوں میں اختیار ہے، کسی ایک کی ادائیگی سے کفارہ ادا ہو جائے گا، تین روزوں سے کفارہ کی ادائیگی اس کے لیے ہے، جو پہلی تین چیزوں پر طاقت نہیں رکھتا، چونکہ مال دار کے لیے دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے دینا ممکن ہے، تو اس کا کفارہ تین روزوں سے ادا نہ ہوگا۔

(سوال): ایک شخص نے غصہ میں کہا کہ وہ کاٹن کا لباس نہیں پہنے گا، اب اگر وہ نہ پہنے تو اس کی ماں ناراض ہوتی ہے، تو کیا اسے کاٹن کا لباس پہننا چاہیے یا نہیں؟

(جواب): کاٹن کا لباس پہننا جائز ہے، تو ایک جائز کام پر ماں کو رنج پہنچانا جائز نہیں، لہٰذا اسے اپنی کہی بات واپس لے لینی چاہیے اور ماں کی خاطر کاٹن پہن لینی چاہیے۔

(سوال): ایک شخص نے غصے میں کہا کہ اگر میں اس باغ کا آم کھاؤں، تو خنزیر کھاؤں، پھر اس نے اسی باغ کا آم کھالیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ قسم نہیں ہے، لغو بات ہے، مسلمان کو لغویات سے گریز کرنا چاہیے۔

(سوال): ناجائز کام پر قسم اٹھانے کے بعد اسے توڑ دینا کیسا ہے؟

(جواب): ناجائز کام پر قسم اٹھانی ہی نہیں چاہیے، البتہ اگر اٹھا لی ہے، تو اسے توڑنا واجب ہے، ورنہ وہ گناہ گار ہوگا، بہر صورت کفارہ لازم ہوگا۔

(سوال): ایک مستحب کام پر قسم اٹھائی، تو کیا اس قسم کو پورا کرنا ضروری ہے؟

(جواب): اگر جائز اور مستحب کام پر قسم اٹھائی ہے، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(المائدة : ۸۹)

''اپنی (جائز) قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم شکرگزاری کرو۔''

سوال: ایک اُستاد نے قسم اٹھائی کہ فلاں لڑکے کا نام رجسٹر سے خارج کر دوں گا، پھر اگر وہ اس کا نام خارج کر دے، تو اس بچے کا نقصان ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم ہے، مگر ناجائز قسم ہے، اُستاد کو چاہیے کہ بچے کو خارج نہ کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے، ورنہ وہ گناہ گار ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے اپنے استاد کو قسم دی کہ اگر میں آپ کے حکم کی مخالفت کروں، تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر کچھ دونوں بعد اس نے مخالفت کر دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں قسم کا کفارہ بھی لازم ہوگیا اور بیوی کو طلاق بھی واقع ہوگئی۔

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ فلاں مسجد میں آئے گا، تو میں نہیں جاؤں گا، پھر وہ شخص مسجد آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کے لیے مسجد جانا واجب ہے، کسی شخص کی وجہ سے مسجد ترک کرنا جائز نہیں اور اس بات پر قسم اٹھانا بھی جائز نہیں۔ اسے چاہیے کہ قسم کو توڑ دے اور مسجد جائے، نیز قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: ایک شخص نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قسم کھائی کہ میں فلاں کام نہ کروں، تو مجھ کو خدا کا دیدار نصیب نہ ہو، پھر اس نے وہ کام نہ کیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): کچھ لوگ جذباتی ہوکر قسم اٹھاتے ہیں اور اپنی قسم کو ناجائز اُمور سے معلق کر دیتے ہیں، ایسی حرکات مسلمانوں سے صادر نہیں ہونی چاہییں، بہر کیف مذکورہ صورت میں قسم صحیح ہے، جسے اس شخص نے توڑ دیا ہے، لہٰذا اس پر کفارہ لازم ہے، مگر وہ اسلام سے خارج نہ ہوگا، اسے چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کبھی بھی دیدارِ الٰہی سے محرومی کی قسم نہ کھائے کہ یہ بہت بڑی بدنصیبی اور رسوائی ہے۔

(سوال): ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ میں فلاں شخص سے نہیں ملوں گا، پھر کچھ عرصہ بعد اسی شخص سے ملاقات کی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اس نے قسم توڑ دی ہے، لہٰذا کفارہ لازم ہوگا۔

(سوال): ایک شخص نے ایک ہفتے تک کھانا نہ کھانے کی قسم اُٹھائی، پھر دو دن بعد کھجور کھالی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اس پر کفارہ لازم ہے۔ ایسی قسمیں کھانا جائز نہیں، یہ غیر شرعی قسمیں ہیں، نیز اگر ایسی کوئی قسم اٹھالی جائے، تو اسے توڑنا واجب ہے۔

(سوال): ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ دوسری شادی نہیں کروں گا، پھر کچھ عرصہ بعد مجبوری میں دوسری شادی کرلی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): گو کہ اس نے شادی عذر کی وجہ سے کی ہے، مگر وہ قسم توڑ چکا ہے، لہٰذا اس پر کفارہ واجب ہے۔

(سوال): ایک شخص نے قسم کھائی کہ بیوی کو کبھی طلاق نہ دوں گا، پھر عرصہ بعد میاں بیوی میں ناچاکی ہوئی اور اس نے طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): بیوی کو طلاق ہوچکی ہے اور قسم بھی ٹوٹ چکی ہے، لہٰذا کفارہ لازم ہے۔

(سوال): تورات وانجیل پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھانا کیسا ہے؟

(جواب): تورات اور انجیل پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھانا جائز نہیں کہ ایک تو یہ منسوخ ہو چکی ہیں اور ان کا ناسخ قرآن کریم موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا، دوسری بات یہ کہ موجودہ تورات وانجیل میں تغیر وتبدل ہو چکا ہے اور محرف کلام کو کلام اللہ قرار دینا جائز نہیں۔

(سوال): کیا غصہ میں قسم اٹھانے سے قسم ہو جاتی ہے؟

(جواب): غصہ میں قسم اٹھانے سے بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

(سوال): ایک شخص نے کہا کہ ایسا کروں، تو ایمان سے خارج ہو جاؤں، پھر اس نے ایسا کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص ایمان سے خارج ہو چکا ہے، اس نے ایمان کی ناقدری کی ہے۔

(سوال): کیا قرآن کریم غیر اللہ ہے یا نہیں اور کیا اس کی قسم کھانا جائز ہے؟

(جواب): قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صفات الٰہیہ اللہ تعالیٰ سے الگ نہیں ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات دونوں کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

''اس پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ، اللہ کے کسی نام، اس کی کسی صفت، قرآن کریم یا اس کے کسی حصے کی قسم اٹھائی اور نبھا نہ سکا، تو اس پر قسم کا وہ کفارہ واجب ہے، جو اللہ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے، اہل فرع کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ اللہ کی قسم کی تصریح ان الفاظ میں ہے؛ باللہ، تاللہ، واللہ۔''

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : ٣٦٩/١٤)

۞ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

''قرآن کی قسم اٹھانا جائز ہے، جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا موقف ہے، کیوں کہ یہ ہمارے زمانے میں متعارف ہو چکا ہے۔ اس کی بات قابل التفات نہیں، جو کہتا ہے کہ قرآن کی قسم نہیں اٹھائی جا سکتی کہ یہ مخلوق ہے، قرآن کو مخلوق کہنا معتزلہ کا مذہب ہے اور یہ کفر ہے، کیوں کہ معلوم ہے کہ قرآن اللہ کی مخلوق نہیں کلام ہے۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهدایة : ٤/٨٦ـ٨٧)

(سوال): ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ تمہارے ہاتھ سے روٹی کھاؤں، تو والدین کے ہاتھ سے کھاؤں، کیا یہ قسم یا طلاق ہے؟

(جواب): یہ قسم نہیں ہے، نیز یہ جملہ طلاق کے لیے صریح نہیں ہے، اگر شوہر نے اس سے طلاق کی نیت کی، تو طلاق ہوئی، ورنہ نہیں۔

(سوال): ایک شخص نے کلمہ طیبہ پڑھ کر کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ضامن بناتا ہوں کہ آئندہ شراب نوشی نہیں کروں گا، کچھ عرصہ بعد پھر شراب پی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں قسم منعقد نہیں ہوئی، یہ ایک وعدہ ہے، مگر جو اس نے رسول اللہ ﷺ کو ضامن بنایا ہے، یہ جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، ہمارے اعمال سے واقف نہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں غلو ہے۔ الغرض مذکورہ وعدہ توڑنے کی صورت میں وہ گناہ گار ہوگا، مگر اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

(سوال): قسم اٹھائی کہ بیس دن بیوی سے ہم بستر نہیں ہوں گا، پھر بیس دن سے پہلے ہم بستری کر لی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر بیس دن سے پہلے ہم بستری کر لی، تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

(سوال): ایک شخص نے مسلمانوں سے قطع تعلق رہنے کی قسم اٹھائی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ ناجائز قسم ہے، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

(سوال): ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ یہ کام کروں، تو میری ماں پر طلاق ہے، پھر اس نے وہ کام کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ قسم ہے، مگر لغو کام پر۔ مذکورہ صورت میں قسم ٹوٹ چکی ہے، لہٰذا کفارہ لازم ہوگا، مگر جو اس نے ماں کو طلاق والی بات کی ہے، یہ لغو اور فضول ہے، ایسی لغویات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(سوال): کیا کفارہ ظہار طلبائے دین کو دینے سے ادا ہو جاتا ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): کیا قسم کا کفارہ مدرسہ کے طلبا کو دینے سے ادا ہو جاتا ہے؟

(جواب): مدرسہ میں مستحق افراد ہوتے ہیں، ان پر کفارہ لگ جاتا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلاں قصاب کا گوشت نہیں کھاؤں گا، پھر کسی کے گھر دعوت پر اسی قصاب کا گوشت کھالیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں قسم ٹوٹ چکی ہے، لہٰذا کفارہ واجب ہے۔

(سوال): اگر غریب آدمی قسم توڑ دے، تو کیا اس پر بھی کفارہ ہے؟

(جواب): ہر قسم توڑنے والے پر کفارہ ہے، چونکہ قسم توڑنے والا غریب آدمی دس مساکین کو کھانا کھلانے یا انہیں کپڑے دینے یا ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، لہٰذا وہ تین روزے رکھ کر کفارہ ادا کر سکتا ہے۔

سوال: اگر دل میں قسم کھائی، تو توڑنے پر کفارہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: دل میں قسم کھائی، تو اسے توڑنے پر کفارہ نہیں ہوگا، کیونکہ کفارہ اسی قسم پر ہوتا ہے، جو زبان سے اٹھائی جائے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ فلاں چیز کھاؤں، تو امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں، پھر اس نے وہ چیز کھالی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے، البتہ ایسی بات کرنا سخت گناہ ہے، ایسے شخص کو توبہ واستغفار کرنی چاہیے اور آئندہ ایسے بے احتیاط جملوں سے گریزاں رہنا چاہیے۔

سوال: قسم اٹھائی کہ فلاں دن قرض ادا کردوں گا، مگر ادا نہ کرسکا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ ایسی قسم نہیں کہ جس پر کفارہ لازم ہو، یہ یقین دہانی کے لیے اٹھائی گئی قسم ہے، یا یوں سمجھیے کہ وعدہ ہے، ایسا شخص اگر جان بوجھ کر قرض کی ادائیگی نہیں کرے گا، تو وعدہ خلافی کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، البتہ اس پر قسم کا کفارہ نہیں ہوگا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾(بني إسرائيل: ٣٤)

''وعدہ وفا کروں کہ وعدہ کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔''

سوال: کارخیر کے لیے کارکنوں سے قسم لینا کیسا ہے اور کیا خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا؟

جواب: کارخیر کے لیے قسم لینا جائز ہے، یہ وعدہ ہے، اسے پورا کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کوئی خلاف ورزی کرتا ہے، تو وہ گناہ گار تو ہوگا، مگر اس پر کفارہ نہیں۔